REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۲۹

جلد ۴۹/۱۴ ۔ ۹ تبوک ۱۳۳۹ھ ش ۔ ۹ ستمبر ۱۹۶۰ء ۔ نمبر ۲۰۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۸ ستمبر بوقت دس بجے قبل دوپہر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ رات نیند بھی آگئی تھی۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں ؛

عالمی ضروریات کے پیش نظر خوراک کی پیداوار میں نمایاں اضافہ ضروری ہے

دنیا کی نصف سے زائد آبادی ناقص غذا کی وجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہے

اقوام متحدہ کے ڈائرکٹر خوراک کا بیان

واشنگٹن ۸ ستمبر۔ اقوام متحدہ کی خوراک و زراعت کی تنظیم کے ڈائرکٹر نے دنیا کے تمام ملکوں سے اپیل کی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ غلہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ آبادی کے ہر طبقہ کو بہتر خوراک میسر آسکے۔ آپ نے ایک بیان میں کہا ایشیائے خوراک کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کے وسیع علاقہ میں لوگوں کو ناقص خوراک مل رہی ہے۔ جس کی وجہ سے متعدد بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ آپ نے کہا اس وقت دنیا کی نصف سے زیادہ آبادی ناقص غذا کی وجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہے۔ عالمی ضروریات کے پیش نظر خوراک کی پیداوار میں نمایاں اضافہ از حد ضروری ہے۔ ورنہ نہایت خطرناک حالات پیدا ہونے کا امکان ہے۔

آپ نے کہا کہ خوراک کی پیداوار کو کئی طریقوں سے بڑھایا جا سکتا ہے۔ جدید سائنس کے وسائل اور تحقیق اور سرمایہ کی دولت کے طفیل وسیع اضافی قطعات اراضی کو زیر کاشت لایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ خوراک و زراعت کی تنظیم کا فوری مقصد موجودہ زیر کاشت زمینوں کی فی ایکڑ پیداوار کو بڑھانا ہے۔ اور اس مقصد کے حصول میں فنی طریقے بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا پانی کے بہتر استعمال پودوں کی ترقی زمین کی زرخیزی میں اضافہ اور فصلوں کی بیماریوں اور کیڑوں کی روک تھام سے کئی علاقوں میں پیداوار بڑھائی جا چکی ہے اور ماہی گاہوں اور خوراک کے دوسرے اضافی وسائل کی ترقی سے بھی خوراک کی رسد میں اضافہ کیا جا سکتا ہے ؛

نہری پانی کا سمجھوتہ تاریکی میں روشنی کی ایک کرن ہے

امریکی صدر کی طرف سے پاکستان اور بھارت کے رہنماؤں کو خراج تحسین

واشنگٹن ۸ ستمبر۔ صدر آئزن ہاور نے کہا کہ میں بڑا خوش ہوں کہ پاکستان اور بھارت میں نہری پانی کے مسئلہ پر سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس سمجھوتے کے بعد کشمیر کے انتہائی نازک مسئلہ کے تصفیہ کے لئے بھی راستہ ہموار ہو جائیگا۔ صدر آئزن ہاور نے اپنی پریس کانفرنس میں پاکستان اور ہندوستان کے درمیان سمجھوتے پر مسرت و اطمینان کا اظہار کیا۔ انہوں نے اس سمجھوتے کو تاریک دنیا میں روشنی کی ایک کرن سے تشبیہ دی۔ اور توقع ظاہر کی کہ اس کے بعد دونوں ملکوں کے دوسرے جھگڑے مثلاً مہاجروں اور بے گھر افراد کے مسائل بھی طے ہو جائیں گے آپ نے کہا کہ ممکن ہے اس کے بعد کشمیر کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔ جس پر دونوں ملکوں کے درمیان سخت اختلافات ہیں۔

صدر آئزن ہاور نے صدر پاکستان اور وزیراعظم بھارت کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے کہا۔ ان دونوں حضرات کے علاوہ عالمی بنک کے صدر مسٹر یوجین بلیک اور وہ تمام اصحاب بھی دنیا بھر کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے اس مشکل مسئلہ کو حل کرنے میں صبر آزما بات چیت کے کئی مرحلے طے کئے۔ اور آخرکار فریقین کی طرف سے ایک دوسرے کو مراعات دینے کے باعث دریائے سندھ کے طاس کے پانی کے استعمال کے بارے میں اطمینان بخش مفاہمت ہو گئی ہے ؛

پاکستان نے سپین کو اور بھارت نے برطانیہ کو ہرا دیا

روم ۸ ستمبر۔ پاکستان اور بھارت کی ہاکی ٹیمیں روم میں ہونے والے سترھویں اولمپک ہاکی ٹورنامنٹ کے فائنل میں پہنچ گئی ہیں۔ ان دونوں ملکوں کے درمیان فائنل میچ جمعہ کو کھیلا جائیگا۔ آج سیمی فائنل میں پاکستان نے سپین کو اور بھارت نے انگلستان کی ٹیم کو شکست دے دی۔ پاکستانی ٹیم نے ایک گول کیا اور سپین کی ٹیم کوئی گول نہ کر سکی۔ اسی طرح بھارتی ٹیم نے ایک گول کیا لیکن انگلستان کی ٹیم کوئی گول نہ کر سکی ؛

جامعہ احمدیہ ۱۰ ستمبر کو کھل رہا ہے

جامعہ احمدیہ کے طلباء کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ جامعہ احمدیہ موسمی تعطیلات کے بعد ۱۰ ستمبر ۱۹۶۰ء بروز ہفتہ ۷ بجے صبح کھلے گا۔ پڑھائی ٹھیک سات بجے شروع ہو جائے گی۔ تمام طلباء وقت پر حاضر ہوں

(پرنسپل جامعہ احمدیہ)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔اے ایل ایل۔بی

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۶۰ء

سوچا نہیں بلکہ کیا ہے

صوفی نذیر احمد صاحب بھارت کے باسی ہیں اور آپ کو غلبۂ اسلام کی بڑی آرزو ہے۔ آپ اس معاملہ میں بڑی فلسفیانہ نظر رکھنے کے دعویدار ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی ایک کتاب موسومہ "کمیونزم اور اسلام" میں فرمایا ہے کہ:-

"موجودہ مسلم سوسائٹی اور موجودہ اسلامی روایات کی ترتیب ہرگز محمدی تعبیر و تعمیر نہیں بلکہ موجودہ مسلم سوسائٹی اور موجودہ ترتیب روایات اسلامی صرف ملوکیت کی تخلیق ہے جو خلافت ارضی کے نوعی نصب العین اسلامی کو ختم کرنے کے بعد کی تنظیم ہے۔ بلاشک جب تک دنیا پر ملوکیت کا غلبہ تھا۔ اس وقت تک مسلم ملوکیت ان سے افضل تھی۔ لیکن آج شخصی اقتدار کا جنازہ نکالا جا چکا ہے۔ اور جمہوریت نے تمام افراد انسانی کے مساوی حقوق حیات کو اصولی کی حد تک تسلیم کر لیا ہے تو مسلم فیوڈل دینا...... زنیس زادے یا خانقاہی اوہام پرست.... یا وہ فقہا جن کا دین چند معاشرتی مسائل اور چند عباداتی فقہی مسائل تک محدود ہے عالم انسانی کی فلاح کا مشن کیا ادا کر سکتے ہیں" (بحوالہ اقدام مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۱)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

"سچ پوچھو تو صرف توحید ہی ہے جسے اعتقاد کے مقام پر توحید کہا جائے گا نوع انسانی کے عملی کاروبار اور باہمی تعلق کے مقام پر اخوت (مساوات) کہا جائے گا۔ اور تصرف فی الکائنات کے مقام پر خلافت ارضی کا اصول کہا جائے گا۔ یقین۔) یہ ہے کہ انسان کا دین کامل یہی ہے" (بحوالہ اقدام مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۶۰ء صفحہ)

ہمیں اس طرز نگارش کے متعلق کچھ نہیں کہنا۔ قرآن کریم نے جو انداز اختیار کیا ہے وہ سادہ دلنشین اور ایچ پیچ سے مبرا ہے۔ بعد میں مسلمان علماء نے اپنے عہد کے مطابق اپنے اپنے ماحول میں اسلام کے تصورات جمائے ہیں۔ اسی طرح صوفی نذیر احمد صاحب نے بھی اپنے ماحول کے زیر اثر اسلام کی تشریح کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ چیز اتنی اہم نہیں ہے جس پر تنقید کی جائے۔ اصل چیز جو غلبہ اسلام سے تعلق رکھتی ہے صوفی صاحب کے الفاظ میں یہ ہے کہ:-

"اب اگر امت اسلامی پھر کبھی اپنے مقام پر آ سکتی ہے تو اپنی معاشی و معاشرتی و سیاسی تنظیم کو موجودہ شکل سے یکسر بدل کر خلافت راشدہ کے رنگ پر لانے سے ممکن ہے اور کوئی صورت نہیں" (بحوالہ اقدام مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۱)

یہ بات وہی ہے جو عام طور پر کہی جاتی ہے کہ مسلمان اگر ترقی کر سکتے ہیں تو ان کو خلافت راشدہ کے سے خلاق و کردار پیدا کرنے چاہئیں۔

یہ تو ہوا غلبۂ اسلام کے متعلق صوفی صاحب نے جو کتاب موسومہ "کمیونزم اور اسلام" تحریر فرمائی ہے اور جس سے مندرجہ بالا اقتباسات بحوالہ اقدام ہم نے اوپر درج کئے ہیں۔ اس کی اصل غرض یہ ہے کہ کمیونزم کو شکست دی جائے اور اس کے مقابلہ میں روحانی اقدار کو غالب کیا جائے صوفی صاحب کی اس غرض کو واضح کرنے کے لئے ہم "اقدام" کے اس پرچے "لاہور کی ڈائری" میں سے مندرجہ ذیل طویل عبارت نقل کرتے ہیں۔ صوفی صاحب خود ڈائری نویس سے ملے ہیں۔ ڈائری نویس نے آپ کی باتوں سے کمیونزم کے تعلق میں جو اندازہ آپ کے مشن کا لگایا ہے وہ اس منقولہ عبارت سے واضح ہو جائے گا۔ فہو ہذا

"صوفی نذیر احمد صاحب جو سر سید کی طرح گھنی دار داڑھی رکھتے ہیں اور خوب صحت مند ہیں ہندوستانی نیشنلسٹ ہیں لیکن انہیں ایک دھن سوار ہے اور وہ یہ کہ وہ کمیونزم کا دنیا سے قلع قمع کرنا چاہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کمیونزم انسانیت کے لئے ایک مہیب ترین خطرہ کی علامت ہے اور اگر اسے فروغ حاصل ہوگا تو دنیا درندگی، درماندگی اور ذلت و نکبت کا نشان بن کر رہ جائے گی اس لئے ہائیڈروجن بم اور ایٹم بم سے بڑھ کر خطرناک کمیونزم کا مقابلہ کرنے کے لئے دنیا بھر کے اخلاقی اور روحانی اقدار پر یقین رکھنے والے لوگوں کو اکٹھے ہو جانا چاہیئے۔

- ہندوازم
- بدھ ازم اور
- اسلام کے ماننے والوں کو ایک عالمگیر تنظیم کو معرض وجود میں لانا چاہیئے تاکہ کمیونزم کا زمین میں اور آسمان پر، شہروں میں اور دیہات میں، گلیوں میں اور سڑکوں پر ڈٹ کر مقابلہ کیا جا سکے۔

صوفی صاحب کا یہ بھی خیال تھا کہ انڈونیشیا سے لے کر مراکو تک تمام مذہب دوست اور ایشور بھگت اور خدا پرست جماعتوں کو غیر سیاسی بنیادوں پر منضبط ہو کر کمیونزم کی تاریکیوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے ان کا خیال تھا کہ پاکستان کو ایک قومی مملکت (نیشنل سٹیٹ) کی بجائے بین الاقوامی اسلامیت کا مرکز بننا چاہیئے تاکہ

- انڈونیشیا کی مسجومی پارٹی
- ملایا کی اسلام پارٹی
- پاکستان کی سابقہ مسلم لیگ اور سابقہ جماعت اسلامی
- ایران کی فدائیان اسلام پارٹی اور
- مصر کی مسلم براد ہڈ

آپس کے میل ملاپ سے غیر سیاسی پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر کمیونزم کا مقابلہ کر سکیں اور دنیا کو

- ایک خدا
- ایک رسول

اور • ایک قرآن

کی بناء پر ایک سٹیٹ میں تبدیل کر سکیں۔ ان کا خیال تھا کہ ہندوستان کی ہندو مہاسبھا بھی ایسے اخلاقی اسلام کا جھنڈا اٹھانے سے گریز نہ کرے گی"

(ہفت روزہ اقدام ۴ ستمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۵)

جہاں تک صوفی صاحب کی یہ خواہش ہے کہ کمیونزم کے مقابلہ میں تمام روحانی اقدار پر یقین رکھنے والے لوگوں کو ایک محاذ بنا لینا چاہیئے یہ خواہش اچھی ہے ہمیں اس کی تائید کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ خود غلبۂ اسلام کے نقطۂ نظر سے بھی یہ بات غلط نہیں ہے کیونکہ اسلام کے نزدیک تمام مذاہب کی اصل ایک ہی ہے اور اسلام نے ہر ایسے مذہب کی پیشواؤں کی کما حقہ تعریف کی ہے۔ جنہوں نے وقتاً فوقتاً روحانی اقدار کو دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشش کی ہے۔ پھر صوفی صاحب کی یہ بات بھی قابل قدر ہے کہ

"ایشور بھگت اور خدا پرست جماعتوں کو غیر سیاسی بنیادوں پر منضبط ہو کر کمیونزم کی تاریکیوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے"

صوفی صاحب کی یہ خواہش بھی درست ہے کہ

"پاکستان کو ایک قومی مملکت (نیشنل سٹیٹ) کی بجائے بین الاقوامی اسلامیت کا مرکز بننا چاہیئے تاکہ

- انڈونیشیا کی مسجومی پارٹی
- ملایا کی اسلام پارٹی
- پاکستان کی سابقہ مسلم لیگ اور سابقہ جماعت اسلامی
- ایران کی فدائیان اسلام پارٹی اور
- مصر کی مسلم برادرہڈ

آپس کے میل ملاپ سے غیر سیاسی پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر کمیونزم کا مقابلہ کر سکیں اور دنیا کو

- ایک خدا
- ایک رسول

اور • ایک قرآن

کی بناء پر ایک سٹیٹ میں تبدیل کر سکیں ان کا خیال تھا کہ ہندوستان کی ہندو مہاسبھا بھی ایسے اخلاقی اسلام کا جھنڈا اٹھانے سے گریز نہ کرے گی"

الغرض جہاں تک صوفی صاحب کے اغراض و مقاصد اور آپ کی نیک خواہشات کا تعلق ہے ہمیں ان سے اختلاف کرنے کی ضرورت نہیں ہمارا اس سب کے بعد سوال صرف یہ ہے کہ صوفی صاحب ایک مدت سے اپنے یہ نیک خیالات ظاہر کر رہے ہیں۔ آپ نے کتاب بھی لکھی ہے اور اخبارات میں مضامین بھی شائع کراتے ہیں اور جہاں تک ہمارا علم ہے آپ نے لوگوں بلکہ کہنا چاہیئے کہ بااثر لوگوں اور اہل علم حضرات سے مل مل کر بھی اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ بہرحال سوال یہ ہے کہ کیا اتنی تگ و دو کے بعد آپ کو کوئی عملی کامیابی ہوئی ہے؟ کامیابی نہ سہی کیا آپ کو کبھی ان لوگوں سے ملکر یہ تسکین ہوئی ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی باوجود آپ کے ساتھ ہم خیال ہونے کے آپ کے ساتھ ملکر ان اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے عملی کوشش کرنے کو تیار ہے؟

جس سطح پر صوفی صاحب باتیں کرتے ہیں اور اپنی نیک اغراض اور اعلیٰ مقاصد بیان فرماتے ہیں اس سطح پر بلکہ اس سے بھی بلند تر سطح پر یورپین مفکروں نے کتابوں کی کتابیں لکھ ماری ہیں یوٹوپے پیش کئے ہیں۔ واحد عالمی حکومت کے لئے منصوبے تیار کئے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ سارے منصوبے اور تدابیر فضول ہیں۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ یہ تمام کے تمام لوگ ناکام ہیں۔ ان کے فکر کسی حد تک ذہنوں میں شاید عام وسعت تو پیدا کر سکتے ہیں۔ ایک پرامید انتظار کا تو ضرور باعث ہو سکتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ شاید عوامی انداز میں تبدیلی تو کر سکتے ہیں لیکن اس طرح وسیع پیمانہ پر کوئی تحریک نہیں اٹھا

باقی صفحہ پر

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

ایک حدیث کی نہایت لطیف تشریح

فرمودہ ۸ مئی ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے:

فرمایا:-

بخاری کی ایک حدیث

ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ اس کے راوی ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ اس مجلس سے اٹھ کر قضائے حاجت یا کسی اور کام کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ صحابہؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے۔ جب زیادہ دیر ہوگئی تو سب کے دلوں میں فکر پیدا ہوا کیونکہ ان دنوں یہ خبر مشہور تھی کہ والئ شام مدینہ پر حملہ کرنے والا ہے۔ اور وہ حملہ کرنے کی تیاریاں کر چکا ہے۔ اس وجہ سے سب کے دلوں میں تشویش پیدا ہوئی۔ اور سب گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور مختلف اطراف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکل گئے۔

حضرت ابوہریرہؓ

کہتے ہیں کہ مجھے آپؐ کے متعلق معلوم ہوا کہ آپؐ ایک باغ میں گئے ہیں۔ میں بھی اسی باغ کی طرف چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو باغ کا دروازہ بند تھا۔ اور اندر جانے کے لئے سوائے ایک پانی کے سوراخ کے اور کوئی رستہ نہ تھا میں بلی کی طرح پنجوں اور پیٹ کے بل رینگ کر اندر داخل ہوگیا۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپؐ نے دریافت فرمایا ابوہریرہ کیا بات ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپؐ باہر تشریف لائے اور آپ دیر تک واپس تشریف نہیں لائے۔ ہم سب گھبرا گئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپؐ کسی فکر میں تھے۔ اس لئے

خلوت کو پسند

فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا ابوہریرہ میں تم کو ایک بات بتاؤں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بتائیے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا ہے۔ من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ۔ یعنی جس شخص نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا وہ جنت میں داخل ہوگیا حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں یہ بات لوگوں کو پہنچا دوں آپؐ نے فرمایا ہاں پہنچا دو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میری بات کون مانے گا۔ آپؐ مجھے اپنی جوتیاں بطور نشانی کے دے دیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں لے جاؤ۔ حضرت ابوہریرہؓ بہت خوش تھے کہ وہ

ایک عظیم الشان خوشخبری

لوگوں کو پہنچانے کے لئے جا رہے ہیں کہ ان کو رستے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے آپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ چونکہ حضرت ابوہریرہ بہت خوشی میں جا رہے تھے۔ انہوں نے کہا پہلے میری بات سن لیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ۔ اور یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جوتیاں لے کر

اعلان کرنے کے لئے

جا رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے ان کو منع کیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب کچھ اور ہوگا۔ تم صحیح طور پر سمجھے نہیں حضرت ابوہریرہؓ نے کہا نہیں آپؐ نے یہی کہا ہے۔ جب وہ حضرت عمرؓ کے منع کرنے پر نہ رکے۔ تو آپ نے ایک تھپڑ حضرت ابوہریرہ کے منہ پر مارا۔ اور کہا واپس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلو۔ حضرت ابوہریرہ منہ بسورتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دوڑے پیچھے پیچھے حضرت عمرؓ بھی آ پہنچے۔ آپ نے آتے ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے۔ من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ابوہریرہؓ ٹھیک کہتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہوگیا تو وہ

عمل میں سست

ہو جائیں گے۔ اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ اس پر آپؐ نے حضرت ابوہریرہ کو اس کے اعلان کرنے سے روک دیا۔ یہ حدیث اپنے اندر ایک وسیع مضمون رکھتی ہے۔ مگر اس حدیث کے چار پہلو ایسے ہیں۔ جو انسان کے دل میں خلجان پیدا کرتے ہیں۔

اوّل یہ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے۔ من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ یعنی جس نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا وہ

جنّت میں داخل

ہوگیا۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کو فرمایا کہ جا کر لوگوں کو یہ بات سنا دو۔ اس صورت میں حضرت عمرؓ کا یہ کہنا غلط تھا۔ کہ اسے عام لوگوں میں بیان نہ کیا جائے۔

دوسرے۔ اگر حضرت عمرؓ کا کہنا غلط تھا۔ تو ان کے کہنے پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں حضرت ابوہریرہ سے فرمایا کہ اچھا اسے لوگوں کے سامنے بیان نہ کرو:

تیسرے اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ کو اس بات کے کرنے سے روک دیا تھا تو حضرت ابوہریرہؓ نے دوبارہ اسے کیوں بیان کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کی تبھی تو امام بخاری نے اسے نقل کیا۔

چوتھے۔ اگر حضرت ابوہریرہؓ نے تفقہ میں کمزور ہونے کی وجہ سے اسے بیان کر دیا تھا تو امام بخاری نے کیوں اسے نقل کر کے لوگوں میں پھیلایا۔ یہ چاروں امور آپس میں ٹکراتے ہیں۔ جن کا حل ضروری ہے۔

اس موقعہ پر حضور نے

علم حدیث

حاصل کرنے والے واقفین سے فرمایا کہ وہ ان سوالات کو حل کریں۔ ان میں سے ایک نے کسی قدر اس حدیث کے مضمون پر روشنی ڈالی اس کے بعد حضور نے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب سے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ وہ جواب سنائیں۔ جو آپ نے دیوبند میں طالب علمی کے زمانہ میں دیا تھا۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ در حقیقت اس میں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پیشگوئی

کی گئی تھی۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا من لقیک من وراء هٰذا الجدار کہ جو کوئی تجھے اس دیوار کے پیچھے ملے۔ اس کو یہ بتا دے کہ من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم تھا کہ حضرت ابوہریرہ کو سب سے پہلے حضرت عمرؓ ہی ملیں گے۔ اور وہ ان کو سنا دیں گے۔ اور کسی کو سنانے کی ضرورت نہ تھی۔

اس کے بعد حضور نے خود اس کی تشریح کی اور فرمایا:-

ممکن ہے کہ اس سے مراد حضرت عمرؓ بھی ہوں۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ من لقیک من وراء هٰذا الجدار کہ اس دیوار کے پیچھے جو تجھے ملے۔ اس کو یہ خبر پہنچا دے۔ مگر جہاں تک

سوال کا تعلق

ہے وہ اسی طرح قائم ہے۔ میرے نزدیک اس حدیث میں جو شرائط بیان کی گئی ہیں۔ ان کی رُو سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ جو بھی لا الٰہ الا اللّٰہ کہے۔ اور اس میں یہ شرط بھی پائی جاتی ہو کہ قلبہ مطمئن بالایمان تو وہ ضرور جنت میں داخل ہو جائے گا۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں۔ ان کو توحید کامل مل جاتی ہے۔ اور انہیں جنت کے لئے موت کی انتظار نہیں رہتی۔ ان کو

اسی دنیا میں جنت مل جاتی ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت کی تو دشمنوں نے آپؐ کا تعاقب کیا۔ اور غار ثور جس میں آپؐ چھپے ہوئے تھے۔ اس کے منہ تک پہنچ گئے۔ اگر وہ جھانک کر دیکھتے تو ان کو اندر سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آسانی سے نظر آ سکتے تھے۔ جب دشمن

غار ثور کے منہ پر

پہونچ گیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ کو یہ خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں دشمن ہمیں دیکھ نہ لے۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لا تحزن ان اللّٰہ معنا

یہ ہے قلبہ مطمئن بالایمان کا

صحیح مقام

کہ دشمن غار کے دروازے پر کھڑا ہے۔ لیکن آپؐ مطمئن ہیں کہ دشمن ہم تک نہیں پہونچ سکتا۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکرؓ نعوذ باللہ بزدل تھے کہ وہ گھبرا گئے

ایسے لوگوں کا اعتراض بالکل بے ہودہ ہے حضرت ابوبکرؓ نے اس محبت کی وجہ سے جو آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اس فکر کا اظہار کیا تھا۔ ورنہ آپ کو اپنی جان کی ذرا بھر بھی پرواہ نہ تھی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام عرب مرتد ہو گیا۔ اور وہ لشکر جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف جانے کے لئے تیار کیا تھا۔ وہ آپؐ کی وفات کی وجہ سے رک گیا جب آپؐ کی تجہیز و تکفین ہو گئی اور۔

حضرت ابو بکرؓ خلیفہ مقرر ہو گئے

تو آپؓ نے اس لشکر کو روانگی کا حکم دے دیا اکابر صحابہؓ نے ان حالات کو دیکھ کر کہ تمام عرب مرتد ہو چکا ہے۔ اور اگر ہمارا لشکر رومیوں سے لڑائی کے لئے چلا گیا تو مدینہ خالی ہو جائیگا اور دشمن کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے گا اور اگر وہ غالب آ گیا تو وہ ہمارے شعائر کی بے حرمتی کرے گا حضرت ابوبکرؓ کو مشورہ دیا۔ کہ فی الحال اس لشکر کا جانا ملتوی کر دیا جائے اور جب بغاوت فرو ہو جائے اور حالات سازگار ہو جائیں تو پھر لشکر روانہ ہو۔ جب یہ بات حضرت ابوبکرؓ کے سامنے پیش کی گئی تو آپؓ نے فرمایا۔ ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا طاقت ہے کہ وہ اس لشکر کو روک سکے جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیار کیا تھا۔ اگر مدینے کے کتے بھی ہماری عورتوں کی لاشوں کو گھسیٹتے پھریں تب بھی میں یہ کام نہیں کر سکتا میں باغیوں سے جنگ کروں گا اور میں انہیں نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ وہ ایک اونٹ کی نکیل بھی جو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دیتے تھے نہ دیں گے یہ ہے قلبہ مطمئن بالایمان کا مقام

قلبہ مطمئن بالایمان

کا یہ مطلب نہیں کہ وہ صرف توحید کا قائل ہو بلکہ

اس کا مطلب یہ ہے

کہ باوجود اس کے کہ تمام اسباب ظاہری مخالف ہوں اُسے اللہ تعالےٰ پر پورا بھروسہ ہو بعض لوگ فکری طور پر تو اللہ تعالےٰ کو مانتے ہیں اور منہ سے لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ مگر انہیں قلبی اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ اور جب اسباب ذرا بھی مخالف ہوں تو وہ گھبرا جاتے ہیں۔ کہ اب کیا بنے گا۔ اور اسباب سے اوپر سبب یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف ان کی نگاہ نہیں اٹھتی۔ درحقیقت توحید پر قلبی اطمینان کے معنے یہ ہیں کہ انسان اسباب و ذرائع تو مہیا کرے لیکن ان اسباب پر بھروسہ نہ کرے بلکہ اسے یقین ہو کہ اللہ تعالےٰ خود میرے لئے کامیابی کا رستہ پیدا کر دے گا۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ عام مومن مشکلات اور مصائب کے وقت اسباب نظر نہ آنے پر گھبرا جاتے ہیں اور کہہ اٹھتے ہیں کہ اب کیا ہوگا۔ حالانکہ اطمینان قلب کے تو یہ معنے ہیں کہ انسان کا اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایسا تعلق قائم ہو گیا۔ کہ دنیا کا کوئی حادثہ۔ کوئی سانحہ۔ کوئی بربادی کوئی تباہی اس کے ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتی اور اس تعلق میں رخنہ نہیں ڈال سکتی۔ جب یہ حالت پیدا ہو جائے تو وہ انسان اسی دنیا میں جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دخل الجنۃ فرمایا ہے آپؐ نے یدخل الجنۃ نہیں فرمایا۔ موت کے بعد کی انتظاری جنت تو اس یقین کامل کے مقابلہ میں نہایت ادنےٰ چیز معلوم ہوتی ہے آخر

جنت ہے کیا چیز

کیا جنت انگوروں کا نام ہے یا کیلے اور انار جنت ہیں۔ جنت تو خدا تعالےٰ کی رضاء اور اس کے کلام کا نام ہے جسے اللہ تعالےٰ اس دنیا میں ملے۔ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا جنت ہو سکتی ہے یہ نقد جنت ہے۔ جس کے بعد کسی اور جنت کی انتظار باقی نہیں رہتی کہتے ہیں کوئی بادشاہ شکار کے لئے باہر نکلا۔ اس نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ وہ ایک ایسا درخت لگا رہا تھا۔ جو کہ بیس یا تیس سال کے بعد پھل دیتا تھا۔ بادشاہ نے اس بڈھے سے پوچھا کہ تمہیں اس درخت کے لگانے سے کیا فائدہ ہوگا تم تو اتنے بوڑھے ہو کہ اس کے پھل دینے تک شاید زندہ ہی نہ رہ سکو۔ بوڑھے نے کہا بادشاہ سلامت۔ آپ تو بادشاہ ہیں آپ نے یہ بات کیسے کہہ دی میرے باپ دادوں نے پھلدار درخت لگائے اور میں نے ان کے پھل کھائے اب جو میں درخت لگاؤں گا۔ اس سے میری آئندہ نسل پھل کھائے گی۔ اس بڈھے کی بات بہت معقول تھی بادشاہ کے منہ سے بےاختیار نکلا زِہ۔ یعنی کیا ہی اچھی بات کہی ہے۔

بادشاہ کا حکم تھا

کہ جس کے متعلق میں زِہ کہوں اسے تین ہزار روپیہ انعام دے دیا جائے۔ جب اس بڈھے کو تین ہزار روپیہ مل گیا تو اس نے کہا بادشاہ سلامت آپ کہہ رہے تھے کہ تم اس کا پھل کس طرح کھاؤ گے۔ دیکھئے لوگ درخت لگاتے ہیں۔ اور کئی سال کے بعد جا کر پھل کھاتے ہیں مگر میں نے تو لگاتے لگاتے ہی اس درخت کا پھل کھا لیا۔ بادشاہ نے پھر کہا۔ زِہ۔ وزیر نے پھر ایک اور تین ہزار کی تھیلی بڈھے کو پکڑا دی۔ دوسری تھیلی لینے کے بعد بڈھے نے کہا بادشاہ سلامت دوسرے لوگ جو درخت لگاتے ہیں وہ تو سال میں ایک دفعہ پھل دیتا ہے لیکن میں نے جو درخت لگایا ہے۔ اس نے تو ایک منٹ میں دو دفعہ پھل دے دیا ہے۔ بادشاہ نے پھر کہا زِہ۔ وزیر نے ایک تیسری تھیلی پیش کر دی۔ تیسری تھیلی دینے کے بعد بادشاہ نے وزیر سے کہا۔ اب یہاں سے چلو نہیں تو یہ بڈھا سارا خزانہ ہی خالی کر دے گا۔ تو

مومن کی جنت بھی نقد ہوتی ہے

وہ انتظاری جنت کی امید میں نہیں بیٹھا رہتا۔ اب سوال یہ ہے کہ جب لا الہ الا اللہ کہنے والے کا یہ مقام ہوتا ہے تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو کیوں روکا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حضرت عمرؓ کی بات کیوں مان لی۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے یہ خیال کیا کہ یہ بشارت میرے متعلق ہی تھی مجھے اس کا علم ہو گیا ہے اب دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کمزور ایمان والے لوگ بھی تو ہوتے ہیں اس وقت مسلمان حدیث العہد تھے اور اسلام ابھی نازل ہو رہا تھا اگر اس وقت یہ اعلان کر دیا جاتا کہ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ تو خطرہ تھا کہ کئی لوگوں کو ٹھوکر لگ جاتی۔ کیونکہ تمام لوگ ایک ہی پائے کے نہیں ہوتے اور کئی لوگ احکام کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ ان کی نظر ظاہر پر ہی پڑتی ہے ایسے لوگوں کے۔

ٹھوکر کھانے کا خطرہ تھا

وہ سمجھتے کہ اعمال کی ضرورت ہی نہیں صرف لا الہ الا اللہ کہہ دینا کافی ہے اور اس کی وجہ سے وہ اعمال بجا لانا چھوڑ دیتے اور ان کی وجہ سے بعد میں آنے والوں کو اور بھی زیادہ ٹھوکر لگتی۔ کیونکہ جب وہ سنتے کہ فلاں صحابی نماز کی ضرورت کا قائل نہ تھا اور فلاں صحابی روزہ کی ضرورت کا قائل نہ تھا۔ تو وہ سمجھتے کہ حقیقت میں اعمال کی ضرورت ہی نہیں۔ صرف قلبی طور پر اللہ تعالےٰ کی توحید کا قائل ہونا ہی کافی ہے اس وجہ سے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو روکا۔ کہ یہ بات عام لوگوں میں نہ بیان کی جائے۔ اب رہ گئی یہ بات کہ بعد میں حضرت ابوہریرہؓ نے یہ قول کیوں بیان کیا اور حضرت امام بخاریؒ نے اسے کیوں نقل کیا۔ تو

اس کا جواب یہ ہے

کہ حضرت ابوہریرہؓ یہ سمجھتے تھے کہ ٹھوکر تو صحابی کی غلطی کی وجہ سے کسی کو لگ سکتی ہے بعد میں آنے والوں کے کسی عمل کو ترک کرنے کی وجہ سے کسی کو کیا ٹھوکر لگ سکتی ہے پس جب وہ زمانہ گزر گیا۔ کہ جس میں کسی صحابیؓ کو ٹھوکر لگنے کا امکان تھا۔ تو حضرت ابوہریرہؓ نے اس قول کو بیان کر دیا۔ کیونکہ بعد والوں کی غلطی امت مسلمہ کو غلطی کی طرف نہیں لے جا سکتی۔ لیکن صحابہ میں سے کسی کا غلطی کرنا امت مسلمہ کے لئے باعث ٹھوکر بن سکتا تھا۔ پس جب وہ زمانہ گزر گیا۔ تو حضرت ابوہریرہؓ نے اس حدیث کو بیان کر دیا اور حضرت امام بخاریؒ نے اسی کو نقل کر دیا ــــــ پس

چاروں باتیں ٹھیک اور درست ہیں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یہ بھی ٹھیک تھا (۲) حضرت عمرؓ کے حضرت ابوہریرہؓ کو جو عام لوگوں میں بیان کرنے سے روکا وہ بھی درست تھا (۳) اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا کہ اچھا نہ بیان کریں۔ یہ بھی ٹھیک تھا۔ (۴) اور حضرت ابوہریرہؓ کا اسے دوسرے وقت میں بیان کرنا اور حضرت امام بخاریؒ کا اسے نقل کرنا بھی ٹھیک تھا۔ غرض اس حدیث کے یہ چاروں کونے اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔

فارم اصل آمد پُر کر کے ۲۰ ستمبر تک واپس کریں

حصہ آمد کے موصی احباب کی خاصی تعداد ابھی ایسی ہے۔ جنہوں نے فارم اصل آمد پُر کر کے واپس نہیں کئے حالانکہ ان کو بذریعہ رجسٹری بھی یہ فارم بھیجے جا چکے ہیں۔ اور ان کو وصول بھی ہو چکے ہیں۔ اور اس وجہ سے ان کے سالانہ حساب بھی نامکمل پڑے ہیں۔ اب قاعدہ کے مطابق آخری قدم یہی اٹھایا جا سکتا ہے کہ ان کی وصایا کو مجلس کارپرداز میں پیش کر دیا جائے اور مجلس قواعد کے مطابق جو چاہے فیصلہ کرے۔ لیکن دفتر ہذا ایسے احباب کو ۲۰ ستمبر تک پھر ایک موقعہ دینا چاہتا ہے۔ جو احباب اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ وہ فارم اصل آمد پُر کر کے ۲۰ ستمبر تک واپس کر دیں۔ اس کے بعد دفتر کو لازماً قواعد کے ماتحت کارروائی کرنی پڑے گی۔ اور اس کی ذمہ داری خود موصی احباب پر ہوگی۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ ربوہ)

نیم شعور کے ذریعہ عادتِ فکر کو اپنایئے

نوشت: رابرٹ اپ ڈی گراف

مترجم: ایم ۔ احمد عمر دارالرحمت شرقی ربوہ

آپ میں سے اکثر و بیشتر کو گاڑی میں سفر کرنے کا ایسا موقعہ پیش آیا ہوگا جبکہ ایک بھی واقف کار نہ ہو جس سے آپ بات چیت کر سکیں۔ اس طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کسی اجلاس میں بیٹھے کوئی تقریر سن رہے ہوں۔ مگر پوری توجہ سے گوش برآواز نہ ہوں اور اپنے ہی خیالات ذہن پر مستولی ہوں۔ دماغ کی ایسی حالت ہی کو نیم شعور کہا جاتا ہے۔ جب شعور سستا رہا ہوتا ہے۔ تو نیم شعور کو اپنا کام سرانجام دینے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور انتہائی پریشان کن مسائل کی عقدہ کشائی میں ہمارا ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ شعور کی نسبت نیم شعور میں دانائی اور تجربہ کی باتیں زیادہ موجود ہوتی ہیں جنہیں ہم اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔

جب شعور کام کر رہا ہوتا ہے۔ تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ہم اپنے مسائل میں پوری توجہ کے ساتھ ڈوب جاتے ہیں۔ مگر یہ حالت مستقل نہیں ہوتی۔ اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے۔ کہ نیم شعور اپنا کام سرانجام دیتا ہے۔ کیونکہ شعور کی سرگرمی کے بعد نیم شعور کی رفتہ رفتہ سوچ سے ہی غور و فکر پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

ایک فرانسیسی سائنسدان فیئر جو کہ اپنے ہم عصروں کی عادات و خصائل کا مطالعہ کرنے کا بہت مشتاق تھا۔ کہتا ہے ۔۔۔ کہ ۷۵ فیصد سائنسدانوں کا بیان ہے کہ انہیں اہم دریافتیں اس وقت ہوئیں جبکہ وہ سرگرمی سے تحقیقات میں مشغول نہ تھے بلکہ اس وقت ان پر نیم شعور کی حالت طاری تھی۔

ہم میں سے اکثر شعور کو بہت زیادہ مصروف رکھتے ہیں۔ نتیجۃً ہماری فکر و پرداخت اور فیصلے ایسے بلند پایہ نہیں ہوتے جتنے کہ ہونا چاہئیں۔ ستم یہ ہے کہ اس طرح ہم اپنے نصف ذہن کو استعمال کرتے ہیں۔ اور دوسرا نصف بیکار رکھتے ہیں۔ اور اسی موخر الذکر نصف میں ہمارے تجربات محفوظ ہوتے ہیں۔ جو کہ سوچنے میں بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس ستم ظریفی کے نتیجہ میں ہم اپنے آپ کو تفریح کے کئی لمحات سے محروم کر لیتے ہیں۔ جو لمحات ہماری سوچ بچار کو پُر اثر بنانے میں نمایاں حصہ لیتے ہیں شعور کا سستانا پڑنا نیم شعور کے لئے کلید کا حکم رکھتا ہے اور نیم شعور اس وقت بھی طرح سرگرم عمل ہوتا ہے۔ جس وقت ہم کوئی مرغوب کام کر رہے ہوتے ہیں۔ آزاد خیالی ذہنی صحت مندی کی علامت ہے۔

اور اس سے آدمی کی سرگرمیاں تیز تر ہو جاتی ہیں ایک مشہور فلاسفر ہنری ڈیوڈ تھورو یوں کہتا ہے۔ "فی الاصل محنتی شخص پر آپ سارا دن کاموں کی بھرمار نہیں پائیں گے"۔

غور و خوض کا عمل بہت حد کھانا پکانے سے مشابہت رکھتا ہے۔ لیکن کھانا پکاتے وقت تیز آنچ شاذ و نادر ہی استعمال کی جاتی ہے۔ بلکہ اکثر کھانے آہستہ آہستہ اور ہلکی ہلکی آنچ دینے سے زیادہ عمدہ پکتے ہیں۔

نیم شعور کو اس تنور کی طرح سمجھ لیجئے۔ جس میں آگ نہیں جل رہی ہوتی۔ تاہم ہم اپنے مسائل اس میں ڈال کر سوچ بچار کے بعد ان کا حل نکال لیتے ہیں۔ اور ہمارے رُکے ہوئے خیالات پک کر رُو نما ہوتے ہیں۔ شعوری طور پر دماغ کو غور و فکر میں مصروف رکھنا ذہنی توانائی کو بے سود مضمحل کرنے کے مترادف ہے۔ اور اگر اعصابی نظام میں گڑبڑ پیدا ہو جائے تو وہ اور بھی گراں ثابت ہوتی ہے

اس سلسلہ میں ایک اصول بہت کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ کسی مسئلہ سے متعلق ضروری حقائق اور دلائل مہیا کر لینے کے بعد اسے معین طور پر نیم شعور میں منتقل کر دیں۔ اس مواد کو ذہن میں کھنگالنا اس طرح شروع کریں کہ اس پر اپنے ذہن کو توجہ کے ساتھ دیر تک منعطف کئے رکھیں۔ تاکہ بہترین شعوری سوچ بچار کے ذریعہ پوری پوری آنچ سے اس کی سوختت ہو سکے۔

اس طرح ذہن کو منعطف کرنے کے عمل کو شروع کرنے ایک طریق یہ ہے کہ آپ کو جو مسئلہ درپیش ہے اسے تمام پہلوؤں سمیت جلدی جلدی اختصاراً کاغذ پر تحریر کر لیں اور اس کی تفاصیل کو دو حصوں میں تقسیم کر کے سوچیں اور پھر کاغذ کو تلف کر دیں۔ اور اس کے متعلق سب کچھ بھول جائیں۔ اور کوئی ایسا کام شروع کر دیں۔ جس سے آپ کو ذہنی آرام پہنچے

دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ پیش آمدہ مسئلہ پر اپنے احباب سے اظہار خیال کریں اور اسے ہر زاویہ سے تفصیلاً جانچیں۔ یہاں تک کہ آپ اس سے متعلق تلخ حقائق تک پہنچ جائیں۔ لیکن کسی حتمی فیصلہ پر پہنچنے کی کوشش نہ کریں اپنی گفتگو کو یکدم ختم کر کے چلے آئیں۔ اور مسئلہ کو مکمل طور پر بعد میں حل کرنے کے لئے چھوڑ دیں۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ شعوری طور پر اُس مسئلہ پر تدبر کریں۔ یہاں تک کہ آپ کو دماغی طور پر تھکن محسوس ہونے لگے۔ اور اس مقام پر پہنچ کر اسے اپنے دماغ سے بالکل محو کر دیں۔ اور کسی کام میں مشغول ہو جائیں۔

فرڈرک گرانٹ بنٹنگ کینیڈا کا رہنے والا ایک سرجن تھا۔ اس کی پریکٹس اتنی اچھی نہ تھی کہ گذارہ کر سکے۔ وہ لیکچر دے کر روزی کماتا۔ سنہ ۱۹۲۰ء کی بات ہے کہ ایک رات وہ اگلے دن کے لیکچر کی تیاری کر رہا تھا۔۔۔ اس کا موضوع ذیابیطس تھا۔ وہ مسلسل کئی گھنٹوں تک اس خوفناک بیماری سے متعلق لٹریچر کی ورق گردانی کرتا رہا۔ اس کا ذہن اسپارہ میں مختلف متضاد خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں ان مریضوں کی داستانیں گھوم پھر رہی تھیں۔ جو اس مرض کا شکار ہو گئے۔ اسے وہ تجربات جو اس نے کتوں پر کئے تھے۔ یاد آ رہے تھے۔ آخر جب وہ کوئی معین بات نہ سوچ سکا۔ تو تھک ہار کر سو گیا۔

وہ سحری کے وقت تین بجے اٹھا۔ اور بجلی روشن کی۔ اسنے اپنی نوٹ بک میں تین فقرے لکھے ۔۔۔ کتے کی لبلبہ والی نالی کھول دو۔ اور ۶ سے ۸ ہفتہ تک اس کا مواد نکلنے دو۔ اور پھر بچے کھچے کو بھی مکمل طور پر صاف کر دو"۔ اس کے بعد وہ بستر پر لیٹا اور محو خواب ہو گیا۔

ان سحر خیز تین فقروں سے Insulin (ذیابیطس کی خاص دوا) کی دریافت ہوئی۔ بنٹنگ، کا شعور طبی سائنس کے ایک پریشان کن مسئلہ سے نبرد آزما ہوا۔ مگر اُسے کامیابی نیم شعور کے ذریعہ ہی نصیب ہوئی۔

جیسا کہ بنٹنگ کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ بغیر آنچ کے پکانے کا عمل مسلسل کئی گھنٹے چاہتا ہے۔ اور بعض حالات میں تو کئی دن بلکہ کئی ہفتے بھی لگ سکتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ شعوری طور پر آنچ کو جاری رکھا جائے۔ تاکہ پکنے کا عمل جاری و ساری رہے۔

اگر کسی بات کو بھلانا مقصود ہو۔ تو نیم شعور میں یہ آسانی محو کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر آپ شعور کو زیادہ استعمال کرنے والے ہیں۔ پھر تو اور بھی زیادہ آسان ہوگا۔

نیم شعور کے ذریعہ سوچنا زندگی بھر کے تجربات کے نچوڑ پر منحصر ہوتا ہے۔ اور اس میں وہ تجربات بھی شامل ہوتے ہیں۔ جو اکثر نیم شعور سے محو ہو چکے ہوتے ہیں۔

اپنے ۷۵ ویں یوم ولادت کے موقعہ پر ہنری فورڈ نے دوران گفتگو "وجدان" کی طرف اشارہ کیا۔ جب اس سے ایک ملاقاتی نے استفسار کیا کہ "وجدان کیا ہوتا ہے۔" تو فورڈ نے جواب میں کہا "گذشتہ تجربات اور علم کا نچوڑ جو نیم شعور میں عندالضرورت استعمال کے لئے جمع رہتا ہے۔ وجدان کہلاتا ہے"۔

میرے ایک دوست کی عادت تھی۔ کہ وہ دفتر میں روزانہ بیس بائیس منٹ کے لئے آرام کرسی پر بیٹھا رہتا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ۔۔۔ "میں کرسی میں کبھی کسی خاص چیز کو سوچنے کے لئے نہیں دھنسا رہتا۔ مگر جونہی میں سستانے لگتا ہوں۔ خود بخود کوئی خیال پروان چڑھنا شروع ہو جاتا ہے"۔

مشہور و معروف جرمن عالم طبیعات ون ہیلم ہولٹز کہتا ہے۔ کہ کسی مسئلہ کی ہر جہت سے تحقیق و تفحص کے بعد میرے ذہن میں خلاف توقع خوش کن خیالات بغیر کسی کوشش کے آنے شروع ہو جاتے ہیں۔

لیکن ایسے خیالات دماغی تھکان کے وقت یا کام کرنے کے دوران بالکل نہیں آتے۔ ڈرامہ "ہمارا گاؤں" کے مصنف تھورنٹن نے ایک دفعہ اعتراف کیا۔ کہ کسی کہانی کے بہترین خیالات اُسے اس وقت سوجھتے ہیں۔ جبکہ وہ تفریحی حالت میں ہوتا ہے۔

مشہور فرانسیسی عالم ریاضیات اور فلاسفر ڈیکارٹس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اسے بڑی بڑی دریافتیں اس وقت ہوئیں۔ جبکہ وہ صبح کے وقت ابھی بستر پر استراحت کر رہا ہوتا تھا۔

اگر آپ نیم شعور کو استعمال کرنے کے عادی نہیں۔ تو ممکن ہے وہ زنگ آلود ہو چکا ہو۔ اور اس سے کام لینے کے لئے آپ کو کئی مرتبہ کوشش کرنا پڑے نیم شعور سے کام لینے کے لئے فراغت کے استعمال کا سلیقہ اور سستانے کی ضرورت ہے۔

ابنڈریو ہیئن جو کہ ایک بہت بڑا سرمایہ دار اور مخیر شخص تھا۔ اس کے ذہن میں شاید یہی بات پوشیدہ تھی جب اس نے کہا تھا کہ "فرصت میں ہی قسمت کا راز مضمر ہے"۔

(ریڈرز ڈائجسٹ ماہ اپریل سنہ)

جامعہ نصرت ربوہ میں داخلہ

جامعہ نصرت ربوہ میں فرسٹ ایئر اور تھرڈ ایئر آرٹس کے داخلے شروع ہیں۔ بارہ ستمبر کو فرسٹ ایئر اور پندرہ ستمبر کو تھرڈ ایئر کی باقاعدہ کلاسز شروع ہو جائیں گی۔

احباب اپنی بچیوں کو جامعہ نصرت کے تعلیمی ماحول سے مستفید کروانے کے لئے ربوہ میں داخل کروائیں۔ بچیوں کی جسمانی روحانی اور تعلیمی صحت کا ہر ممکن مکمل انتظام ہے۔

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدیداران کی منظوری ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء تک کے لئے دی گئی ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ (ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

نام جماعت و ضلع — نام جماعت و ضلع

ٹنڈو جام ضلع حیدرآباد

چوہدری نذیر احمد صاحب ایم۔ایس سی۔ پریذیڈنٹ
چوہدری برکات احمد صاحب۔ سیکرٹری مال

ٹھروہ ضلع سیالکوٹ

چوہدری رحمت علی صاحب پریذیڈنٹ

چک ۳۸ جنوبی ضلع سرگودھا

چوہدری رحمت اللہ صاحب۔ وائس پریذیڈنٹ
چوہدری محمد شفیع صاحب سیکرٹری امور عامہ

گوئی ضلع میرپور (آزاد کشمیر)

چوہدری امام الدین صاحب پریذیڈنٹ
" " سیکرٹری امور عامہ
چوہدری دین محمد صاحب نمبردار سیکرٹری مال

پلنگ پور ضلع گوجرانوالہ

چوہدری حبیب اللہ صاحب۔ پریذیڈنٹ
" " امین
ماسٹر نور محمد صاحب۔ سیکرٹری مال

فورٹ سنڈیمن (کوئٹہ ڈویژن)

میجر حمید احمد صاحب کلیم۔ پریذیڈنٹ

قصور ضلع لاہور

محمد صادق صاحب فاروقی۔ پریذیڈنٹ
حاجی بشیر محمد صاحب سیکرٹری ضیافت

حسن پور ضلع ملتان

چوہدری محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری مال

حلقہ کھاد فیکٹری پیراں غائب ضلع ملتان

ملک ممتاز احمد صاحب ناصر پریذیڈنٹ
چوہدری محمد علی صاحب۔ سیکرٹری مال

پیراں غائب ضلع ملتان

حاجی محمد عبداللہ صاحب پریذیڈنٹ
" " امین
چوہدری بشارت احمد صاحب باجوہ۔ سیکرٹری مال

چک ۸ بی M.B ضلع سرگودھا

چوہدری خیر الدین صاحب پریذیڈنٹ

تنہا ضلع میرپور (آزاد کشمیر)

چوہدری نجم الدین صاحب پریذیڈنٹ
" سیکرٹری مال

اسلام آباد ضلع دیناج پور مشرقی پاکستان

محمد بذل الرحمٰن صاحب پریذیڈنٹ
عبدالصمد صاحب۔ سیکرٹری مال

عباس پور ضلع لائلپور

سید اقبال حسین شاہ صاحب پریذیڈنٹ
چوہدری بشیر احمد صاحب۔ سیکرٹری مال
چوہدری شاہ محمد صاحب۔ سیکرٹری تعلیم
" " اصلاح و ارشاد

متھولہ ضلع میمن سنگھ (مشرقی پاکستان)

نظام الدین احمد صاحب پریذیڈنٹ
میاں محمد اسمٰعیل صاحب۔ سیکرٹری مال

کامیاب طلباء اور طالبات کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ

عزیزہ طاہرہ نسرین دختر نیک اختر مکرم مرزا نثار احمد صاحب فاروقی پشاور شہر جنہوں نے امسال پنجاب یونیورسٹی کے بی۔ایس سی کے امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے تحریر فرماتی ہیں کہ وہ اپنے پہلے ماہ کے وظیفہ کا نصف انشاء اللہ تعالیٰ مساجد ممالک بیرون کی تعمیر کے لئے تحریک جدید کو ادا فرمائیں گے۔ احباب کو معلوم ہی ہے کہ ہر خوشی کے موقعہ پر ممالک بیرون کے لئے کچھ نہ کچھ چندہ بطور شکرانہ ادا کرنا ہمارے مقدس امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی تعمیل میں ہے۔

اس لئے عزیزہ موصوفہ کی یہ قربانی کامیاب طلباء اور طالبات کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ موصوفہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کامیابی کو آئندہ بے شمار بابرکت اور عظیم الشان کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔ (وکیل المال اوّل تحریک جدید)

(۸) سے کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے (ملک محمد اکرام خالد ابن صوبیدار ملک محمد یعقوب صاحب بھیروی راولپنڈی صدر)

خانہ خدا کی تعمیر کیلئے کم از کم ۱۵۰/ روپیہ ادا فرمانے والے

مخلصین کی فہرست نمبر ۲۰

ذیل میں ان مخلص بھائیوں کے اسماء گرامی پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے مسجد احمدیہ فرینکفورٹ میں کم از کم ڈیڑھ صد روپیہ تحریک جدید کو ادا فرما دیا ہے۔ دیگر مخیر احباب سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی اس صدقہ جاریہ میں حصہ لے کر دعائیں حاصل کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین (وکیل المال تحریک جدید)

(۲۲۶) مکرم حکیم فتح محمد صاحب ڈگری ضلع میرپور خاص سندھ ۱۵۰/-
(۲۲۷) مکرم مولوی محمد عمر صاحب سندھی مربی سلسلہ احمدیہ ضلع میرپور خاص سندھ ۱۵۱/۲/۳
(۲۲۸) مکرم عبدالمنان صاحب انور فضل عمر انجنیرنگ ورکس کنری " " ۱۵۰/-
(۲۲۹) مکرم چوہدری محمد اسحٰق صاحب اکاؤنٹنٹ نورنگر فارم " " ۱۵۰/-
(۲۳۰) مکرم چوہدری اعظم علی صاحب کریم نگر فارم " " ۱۵۰/-
(۲۳۱) مکرم ڈاکٹر محمد ادریس صاحب ٹنڈو کوٹ ضلع " " ۱۵۰/-
(۲۳۲) مکرم ڈاکٹر محمد رفیع خانصاحب نبی سرروڈ " " ۱۵۰/-
(۲۳۳) جماعت احمدیہ محمود آباد اسٹیٹ " " ۱۵۰/-

لجنہ اماء اللہ کا چوتھا سالانہ اجتماع

۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۶۰ء

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا چوتھا سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ اس سال بھی دفتر لجنہ اماء اللہ میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے ساتھ منعقد ہوگا۔ یہ اجتماع خالص دینی اور تربیتی اجتماع ہوتا ہے جس میں شریک ہونے والی بہنیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے دلوں میں نمایاں تغیر محسوس کرتی ہیں۔ براہ مہربانی تمام عہدیداران اپنی اپنی لجنہ میں مسلسل تحریک کرتی رہیں کہ وہ اس بابرکت اجتماع میں کثرت سے شریک ہوں۔ نیز شوریٰ میں پیش کرنے والی تجاویز بھی دفتر میں بھجوا دیں۔ سالانہ اجتماع کا چندہ بھی ازراہ کرم جلد روانہ کر دیا جائے تاکہ اجتماع کی تیاری میں روک پیدا نہ ہو۔ نیز لجنہ اماء اللہ اپنے مشورہ سے مطلع فرمائیں کہ آیا اس مرتبہ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات کا اجتماع اکٹھا منعقد کیا جائے یا نہ۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

پتہ مطلوب ہے

میاں محمد شریف صاحب ولد میاں جان محمد صاحب مرحوم وصیت نمبر ۱۳۷۲ ساکن بھوئیوال ضلع شیخوپورہ کے موجودہ ایڈریس کی دفتر ہذا کو ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کو ان کے مکمل ایڈریس کا علم ہو تو دفتر کو مطلع فرمائیں۔ اگر موصی صاحب خود اس اعلان کو پڑھیں تو اپنے مکمل ایڈریس سے دفتر کو مطلع فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) بندہ آجکل سخت پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مشکلات اور پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین (عبدالرحیم بٹ احمدی سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی)

(۲) میرے والد احمد بخش خانصاحب عرصہ سے آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ (نذیر احمد سعید ڈیرہ غازیخان)

(۳) خاکسار کی والدہ محترمہ چند دنوں سے بعارضہ پیچش بیمار ہیں۔ کمزوری زیادہ ہوتی جارہی ہے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین (مرزا نذیر علی۔ ربوہ)

(۴) میرے والد بزرگوار چوہدری عبداللہ صاحب صحابی صدر جماعت احمدیہ گوجرہ لائلپور کا میو ہسپتال لاہور میں بندش پیشاب کا پہلا اپریشن ہو گیا ہے اور دوسرا اپریشن ہونے والا ہے۔ اپریشن کی کامیابی اور صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ (شریف احمد غلہ منڈی گوجرہ)

(۵) میرے بھائی انور احمد کئی روز سے بخار میں مبتلا ہیں۔ بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔ (خلیل احمد کوٹ کرم بخش سیالکوٹ)

(۶) خاکسار کی بھاوجہ ایک لمبے عرصہ سے بیمار ہیں اور کمزور ہیں۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان سے دعا کی درخواست ہے۔ (عبدالحمید راولپنڈی)

(۷) خاکسار بی ایس سی (فزکس) کے سپلیمنٹری امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ احباب کرام (۸)

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جارہی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔
(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

نمبر ۱۵۷۹۷ میں عبداللہ خاں ولد نواز خاں مرحوم قوم پٹھان پیشہ مزدوری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۹ء ساکن B/۲۰۹ لالوکھیت سکندر آباد کالونی کراچی ۱۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ جولائی ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے میں لوشس فیکٹری ناظم آباد کراچی میں بطور مزدور ملازم ہوں۔ جس سے مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ ۸۰/- روپے ملتی ہے۔ میں اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ فقط ۱۰ر جولائی ۱۹۶۰ء
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد۔ عبداللہ خاں بقلم خود
گواہ شد۔ حکیم شیخ رحمت اللہ کاٹھگڑی ۱/۵۶۸ لالوکھیت کراچی
گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی

نمبر ۱۵۷۹۸ میں چاند بی بی بیوہ شیخ عبداللہ صاحب مرحوم قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۹ء ساکن B/۲۰۹ لالوکھیت سکندر آباد کالونی کراچی ۱۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ر جولائی ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں
میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے
۱۔ میرا حق مہر بذمہ خاوند مبلغ اڑھائی صد ۲۵۰/- روپے تھا۔ مگر میرا خاوند قریباً ۲۲ سال ہوگئے ہیں کہ فوت ہوگئے تھے۔ مجھے حق مہر کی کوئی رقم نہیں ملی تھی۔ ۲۔ میرا زیور صرف چار چوڑیاں نقرئی وزن ۱۲ر تولہ قیمت چوبیس ۲۴ روپے کی ہے (۳) میرے پاس اس وقت مبلغ دو صد روپیہ نقد

ہیں۔ جو میں نے محنت مزدوری کرکے اکٹھا کیے ہوئے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد میں نے کوئی اور رقم یا جائداد پیدا کی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ فقط ۱۰ر جولائی ۱۹۶۰ء۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ نشان انگوٹھا مسماۃ چاند بی بی صاحبہ
گواہ شد۔ عبداللہ خاں برادر موصیہ B/۲۰۹ لالوکھیت سکندر آباد کالونی کراچی
گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی

نمبر ۱۵۸۰۱ میں امۃ الحی طلعت زوجہ شیخ شریف احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۳/۱۳۵ کھلنا لائنز مالیر کینٹ کراچی ۲۶ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ر جون ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے (۱) میرا حق مہر بذمہ خاوند ایک ہزار روپیہ ۱۰۰۰ ہے میرے زیورات طلائی بتفصیل ذیل ہیں (۱) ہار طلائی ۲ عدد وزن ۳ ۱/۲ تولہ (۲) ٹکہ طلائی ۱ عدد وزن ۹ ماشہ (۳) انگوٹھیاں طلائی ۴ عدد وزن ۱ تولہ ۴ ماشہ (۴) کلپ ۲ عدد وزن ۱/۲ تولہ کل وزن ۶ تولہ ۱ ماشہ قیمت تخمیناً چھ صد ۶۰۰/- روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔

میں اپنے حق مہر اور زیورات کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد میں پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی فقط ۱۰ جون
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
الامۃ امۃ الحی طلعت
گواہ شد۔ شریف احمد خاوند موصیہ ۳/۱۳۵ کھلنا لائن مالیر کینٹ کراچی ۲۶
گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی

طاعون کا خطرہ ابھی دور نہیں ہوا

۱۹۵۹ء میں طاعون سے دنیا بھر میں تین سو سے بھی کم کیس ہوئے۔ ان اعداد و شمار سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ طاعون کا مرض تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ لیکن ماہرین کی رائے کے مطابق یہ وبا کسی بھی لمحہ پھر پھوٹ سکتی ہے۔

یہ بیماری جس نے ۱۷۲۰ء میں صرف مارسیلیز میں ۵۰ ہزار انسانوں کو موت کی نیند سلا دیا تھا۔ ماضی کی ایک ہیبت ناک یادگار ہے اس بیماری کے متعلق عالمی ادارہ صحت سے متعلق بلیٹن کے حالیہ شمارے میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

ایران کے پیسٹور انسٹی ٹیوٹ سے متعلق ڈاکٹر مارسل بلز ارڈ نے اس بیماری پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”طاعون کی موجودہ خاموشی سے ہم کو اس حقیقت کی جانب سے چشم پوشی نہیں کرنا چاہیئے کہ ماضی کے مقابلہ میں اب اس کی جڑیں زیادہ مضبوط ہیں۔ یہ مستقبل کا مرض بن سکتا ہے۔“

ان کے خیال کے مطابق طاعون کے مرض میں جو کمی پیدا ہو گئی ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ یہ مرض ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناپید ہو گیا بلکہ اس طرح اس کا صرف وہ دور ختم ہو گیا ہے جب یہ مرض جہاز رانی کی رفتار کے ساتھ عالمگیر وبا کی طرح پھوٹ پڑا تھا۔

جہاں گشت چوہے

ڈاکٹر بالزرڈ نے بتایا کہ انسان آخرکار ان چوہوں اور ان کے پسوؤں کو روکنے میں کامیاب ہو گیا ہے جو سمندروں کو عبور کرکے طاعون کا مرض لاتے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جہاں طاعون ان علاقوں میں جن میں ہندوستان اور جاوا قابل ذکر ہیں۔ جہاں اس کا اثر عارضی تھا ختم ہو چکا ہے اب ان خطوں میں ابھر رہا ہے۔ جہاں کے حیاتیاتی حالات اس کی مستقل نشوونما کے لئے موافق ہیں چنانچہ دنیا کے بہت سے حصوں میں یہ مرض سیاہ طاعون کی شکل میں اپنی جڑیں مضبوط کر رہا ہے

خصوصیت کے ساتھ ان مقامات پر جہاں جنگلی چوہوں نے اپنا مستقر بنا لیا ہے۔

ڈاکٹر بالزرڈ کا خیال ہے کہ انسان اس بیماری کا سدباب کر سکتا ہے۔ لیکن یہ کسی وقت بھی ان علاقوں میں وبا کی صورت میں پھوٹ سکتا ہے۔ جہاں صحتی ادارے کمزور ہیں یا بین الاقوامی تنظیم سے علیحدہ ہو کر بدنظمی کا شکار ہو چکے ہیں۔

بلیٹن کے اسی شمارے میں ایک اور بھی مضمون ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ طاعون کا انسداد کرنے کی مہم جاری کی جائے۔ ۱۹۳۲ء میں سوویٹ یونین کے شمال مغربی کیسپین علاقے میں جنگلی چوہوں کو ختم کرنے کے واسطے ایک منظم مہم چلائی گئی تھی جس کے تحت ہر سال ۷ لاکھ ایکڑ رقبے کے علاقے پر کام ہوتا تھا۔ چنانچہ پچھلے سال میں طاعون کا کہیں سراغ بھی نہ ملا۔

اونٹوں کے ذریعہ طاعون کا خطرہ

اسی مضمون میں بتایا گیا ہے کہ سوویٹ یونین کے ایک اور تجربہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مسئلہ کس قدر پیچیدہ ہے۔ اس تجربے سے یہ انکشاف ہوا کہ اونٹوں کے ذریعہ بھی طاعون پھیلتا ہے۔ چنانچہ ماضی میں یہ مرض ان لوگوں میں اونٹوں کے ذریعہ ہی پیدا ہوا جو ذبح کا کام کرتے تھے۔ لیکن مویشیوں کے علاج میں ترقی ہونے کے باعث اونٹوں کے ذریعہ طاعون پیدا ہونے کے امکانات کا خاتمہ ہو گیا۔

اس ہلاکت خیز مرض کے متعلق غیر یقینی صورت حال کے پیش نظر ان ممالک نے جہاں یہ مرض ماضی میں بار بار نازل ہوا تھا ایک معقول رقم وقف کر دی ہے جس سے اس مرض کی تحقیق اس کے از سر نو پھوٹ پڑنے کے امکانات۔ انسانوں میں مرض کے پیدا ہونے کی وجوہات اور مقامی حالات کے تحت اس کو ختم کرنے کی مہم چلائی جائے گی۔

ان حکومتوں کی امداد اکثر بین الاقوامی ادارے کر رہے ہیں۔ اس کا جدید ترین حصہ ایران، عراق، ترکی اور شام کی حکومتوں نے ایک مشترکہ پروگرام تیار کیا ہے۔ عالمی ادارہ صحت سے متاثر ہو کر ایک پنگ خوکس (مرکز) قائم کیا گیا ہے۔ جس میں ان چاروں ملکوں کے حصے شامل ہیں ان میں سے اب تک صرف ایران کے مشرقی علاقے میں تحقیقات ہو چکی ہیں۔ ہر حصہ میں ایران کے پیسٹور انسٹی ٹیوٹ کی ایک ٹیم مقامی ٹیموں کے تعاون سے تحقیقاتی کام شروع کر چکی ہے۔

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

محترم شیخ محمد اکبر صاحب صدیقی حاجی پورہ سیالکوٹ کی وفات

اناللہ وانا الیہ راجعون

مورخہ ۴/۹/۶۰ کو صبح اذان کے وقت محترم شیخ محمد اکبر صاحب صدیقی نے اچانک داعی اجل کو لبیک کہا اذان سے کافی عرصہ قبل آپ نے تہجد کی نماز حسب معمول ادا کی۔ بعد ازاں دل کی تکلیف شروع ہوگئی اور آپ نے دیکھتے دیکھتے آخری سانس لیا اور اپنے حقیقی مالک کے حضور حاضر ہوگئے۔

آپ کی وفات قصور ضلع لاہور میں اپنے لڑکے محمد انور صاحب کے ہاں ہوئی۔ وہاں سے تابوت ۸ بجے شب ربوہ آیا۔ اہالیان ربوہ نے باوجود رات کے تدفین وغیرہ کے سلسلہ میں بہت مدد کی۔ رات کے ایک بجے بہشتی مقبرہ میں آپکو دفن کر دیا گیا۔ آپ ایک بزرگ صورت اور فرشتہ سیرت انسان تھے۔ عمر سو سال کے قریب تھی۔ پانچ لڑکے اور ایک لڑکی اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اکثر جلسوں میں دریاں وغیرہ کی فراہمی آپ کے ذمہ ہوتی تھی اور اس کام کو وہ بڑی خوبی سے ادا کرتے تھے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے شیخ صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔ کل جگہ نہ ہونے کی وجہ سے شائع نہ ہو سکی اور آج شائع کی جاتی ہے۔

لیڈر

(بقیہ صفحہ ۲)

جا سکتی جو ہمہ گیر انقلاب پیدا کر سکے۔

ایک گوشہ میں بیٹھ کر بہشتی دنیا کا تصور بنانا بلکہ ایسے تصور کو ادبی لباس فاخرہ پہنا کر منڈیوں میں لانا کوئی اتنی مشکل بات نہیں ہے اگرچہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم صحیح فکر کی کوئی قیمت نہیں سمجھتے۔ تاہم ہمارا مطلب یہ ہے کہ عالمگیر انقلاب اور ایسا عالمگیر روحانی انقلاب جو صوفی صاحب کے پیش نظر ہے کسی ہما شما کا کام نہیں ہے۔ لاکھوں رسل لاکھوں رسالے۔ لاکھوں گلاڈسٹن اور لاکھوں صوفی نذیر احمد اس کام میں لگ جائیں پھر بھی وہ ایسا انقلاب برپا نہیں کر سکتے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خاتم النبیین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم فرستادگان حق دنیا میں لا سکے ہیں۔ ایسے فیلسوف اور عقلمند اینٹ اینٹ پر غور کرتے ہی رہ جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالے کا مسیح مقدس کو ڈھا کر پل میں پھر نیا مقدس کھڑا کر سکتا ہے۔

صوفی صاحب نے انڈونیشیا کی مسجومی پارٹی ملایا کی اسلامی پارٹی۔ پاکستان کی سابقہ مسلم لیگ اور سابقہ اسلامی جماعت۔ ایران کی فدائیان اسلام پارٹی اور مصر کی مسلم برادر ہڈ کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ آپس کے میل ملاپ سے غیر سیاسی پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر کمیونزم کا مقابلہ کریں۔ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ اگر ان پارٹیوں کو جن کا آپ نے ذکر فرمایا ہے سیاست سے الگ کر دیا جائے تو وہ صفر ہو کر رہ جاتی ہیں۔ ان کے پاس اسلام کا باقی رہ ہی کیا جاتا ہے جس کو لے کر وہ کمیونزم کے مقابلہ کے لئے نکلیں۔ ان کی تمام ہنگامہ آرائی جس کی اطلاعیں صوفی صاحب کو ملتی رہتی ہیں صرف سیاسی سرگرمیوں تک ہی محدود رہی۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جہاں جہاں ان پارٹیوں پر سیاسی پابندیاں لگی ہیں اس وقت سے ان کی کوئی سرگرمی آپ کے کان تک نہیں پہنچی وہ ایک جسد بے جان بن چکی ہیں۔ کیونکہ ان کی جان سیاست تھی جب وہی ان کے جسد سے نکال لی گئی تو وہ بے جان ہو کر رہ گئیں۔

ہم صوفی صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ خالی الذہن ہو کر اب اس پتھر کے متعلق بھی سوچیں جس کو انہوں نے رد کیا ہے اور اپنے حساب میں لانا پسند نہیں فرمایا شاید ان پر واضح ہو جائے کہ جو عمارت وہ سوچ رہے ہیں اس کا کونے کا پتھر وہی ہو۔ وہ کونے کا پتھر "جماعت احمدیہ" ہے جو شروع ہی سے وہ کام سرانجام دے رہی ہے عملاً لگی ہوئی ہے جو صوفی صاحب نے اب تک سوچا ہے اور ابھی تک نہیں سوچا۔ وہ جماعت جس کے پیشوا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں جنہوں نے صرف "سوچا نہیں" بلکہ "کیا ہے"

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۳۵۴